علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مضمون	:	**جدید دنیا اسلام**
کوڈ	:	**407**
سطح	:	**بی اے**
مشق	:	**01**
سمسٹر	:	**بہار2025ء**

سوال نمبر:1درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

1۔ سترھویں صدی تک سلطنت عثمانیہ کتنے براعظموں تک پھیلی ہوئی تھی؟

جواب۔ تین براعظموں تک۔

2۔ آسٹریا نے برلن پر کب قبضہ کیا؟

جواب۔ 1945ء۔

3۔ قازقستان نے روس کی اطاعت کب کی؟

جواب۔ 1951ء میں۔

4۔ احمد بیگ زدگو نے بادشاہت کا اعلان کب کیا؟

جواب۔ 1928 میں

5۔ ترکی نے معاہدہ لوارزن پر کب دستخط کیے؟

جواب۔ 24 جولائی 1923ء

6۔ شاہ حسن ثانی کب حکمران بنے؟

جواب۔ شاہ حسن ثانی 1929ء میں تخت نشین ہوئے

7۔ بعث پارٹی کے لیڈر مصر میں کب برسراقتدار آئے؟

جواب۔ 1952 میں۔

8۔ مصر کے صدر ناصر کب مستعفی ہوئے؟

جواب۔ 1970ء میں۔

9۔ اخوان المسلمون کو سیاسی جماعت کی حیثیت سے کام کرنے کی اجازت کب ملی۔

جواب۔ 2011ء میں

10۔ مصر کے صدر سادات نے اسرائیل کا دورہ کب کیا؟

جواب۔ 20 نومبر 1977ء کو۔

سوال نمبر:2 ترکی کو آزادی دلانے میں مصطفیٰ کمال کے کردار کا تنقیدی جائزہ لیں۔

جواب:

ترکی کو آزادی دلانے میں مصطفیٰ کمال کا کردار: جدید ترکی کی ابتداء پہلی جنگ آزادی جنگ عظیم کے بعد ہوئی۔ ترکوں نے اس جنگ میں اتحادیوں یعنی انگریزوں اور ان کے ساتھیوں کے خلاف جرمن کا ساتھ دیا تھا۔ ترک افواج ہر محاذ پر ایسی بہادری سے لڑیں کہ ایک یورپی مورخ کو کہنا پڑا: ''اتحادیوں کے جدید جنگی ساز و سامان کے باوجود ترک افواج ہر محاذ پر ایسی بہادری سے لڑیں کہ اتحادیوں کو یہ ماننا پڑا کہ انہیں اپنے سے کمتر دشمن کا سامنا نہیں''۔ اس کے باوجود ترکی کو شکست ہوئی۔ کیونکہ عثمانی سلطنت کمزور ہو چکی تھی۔ اس کے نظامت فرسودہ اور حکمت عملی بے جان تھی۔ 30 اکتوبر 1918ء کو محند روس معاہدہ جنگ آزادی کو جنگ بندی پر دستخط ہوئے۔ معاہدے میں خطرناک شق وہ تھی جس میں کہا گیا تھا کہ اگر کسی وقت اتحادی محسوس کریں کہ ان کی سلامتی خطرے میں ہے۔ تو وہ ترکیہ کے فوجی نقطہ نظر سے اہم ٹھکانوں کو اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ، بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

13 نومبر 1918ء کو اتحادی جنگی بیڑا استنبول میں لنگر انداز ہوا۔ معاہدے کے تحت انگریزوں نے موصل پر قبضہ کیا اور اطالیہ (اٹلی) نے اناطولیہ میں فوجی چھاؤنی ڈال لی۔ معاہدے کے خطرناک نتائج اس وقت نکلے جب 14 مئی 1919ء کو یونانی اناطولیہ کی طرف پیش قدمی کے لئے ازمیر میں داخل ہوئے۔ 15 مئی ترکوں کی جنگ آزادی کا پہلا دن تھا۔ ازمیر کے گلی کوچوں میں ترکوں کا خون بہایا جا رہا تھا۔ اس وقت ترک جرنیل مصطفیٰ کمال نے آزادی یا موت کا نعرہ لگایا اور وطن عزیز کو دشمنوں سے پاک کرنے کا عہد کیا۔ کمال کا مقصد تھا۔ "ترکوں کے لئے بلا شرط قومی حاکمیت کے اصول پر ایک پائیدار وطن کا قیام"۔ حکومت نے کمال کے خلاف کاروائیاں کیں لیکن وہ بچ نکلے۔ جولائی 1919 میں کمال نے خلیفہ کو استعفیٰ پیش کیا اور قوم کو بھی آگاہ کیا۔ اب وہ ترکوں کا مسلمہ رہنما تھا۔ قومی حاکمیت کی طرف یہ اس کا پہلا قدم تھا"۔

رہنمائی اور محاذ: مصطفیٰ کمال کی رہنمائی میں ترک قومی دشمنوں سے برسرِ پیکار ہوئی۔ مغربی محاذ پر یونانی، جنوب میں انگریز اور فرانسیسی اور شمال مشرق میں آرمینی عیسائی مدمقابل تھے۔ بے سروسامانی کے باوجود ملت ترکیہ نے متحد ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ طلبہ، عورتوں، اور بوڑھوں نے جہاد میں حصہ لیا۔ بالآخر 1920ء میں آرمینوں کو شکست دے کر شمال مشرقی علاقہ خالی کرا لیا۔ جنگ سکاریہ میں یونانیوں کو شکست ہوئی۔ یہ گھمسان کی فیصلہ کن جنگ بائیس دن جاری رہی۔ اس میں ترکوں کی دفاعی لائینیں بار بار ٹوٹیں لیکن مصطفیٰ کمال نے اعلان کیا کہ ان کے نزدیک "کوئی بھی دفاعی لائن نہیں ہے۔ دفاع کے لیے ایک میدان ہے۔ اور وہ میدان پورا وطن ہے' اس فتح سے ترکی کو ختم کرنے کے دشمنوں کے ارادوں پر پانی پھر گیا۔ ترکی کا وقار بحال ہوا۔ قوم نے مصطفیٰ کمال کو غازی اور مارشل کے اعزازات دیے۔ ملک کے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کرنے اور لائحہ عمل وضع کرنے کے لیے جنگ کے دوران قومی نمائندوں کے اجلاس ہوئے۔

23 جولائی 1919ء کو ارض روم میں قومی کانگریس نے مصطفیٰ کمال کو صدر منتخب کیا۔ اعلامیہ میں واضح کیا گیا۔ "قومی حدود کے اندر وطن ایک ہے، اس کے مختلف علاقوں کو اس سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ کسی بیرونی طاقت کی حمایت یا زیرنگیں ہونا قابل قبول نہیں'۔

قومی پارلیمنٹ کا وجود: اپریل 1920ء کو انقرہ میں "مجلس ملی" (350 ارکان پر مشتمل) قائم کی گئی۔ یہ گویا قومی پارلیمنٹ تھی۔ مجلس کے قیام سے آئندہ قومی حکومت کے لیے راہ ہموار ہوئی۔

24 جولائی 1923ء کو ترکی نے معاہدہ لوزان پر دستخط کیے جس میں حریفوں نے ترکوں کو قومی تشخص قبول کیا اور ان کے وطن کی حدود تسلیم کی۔ معاہدے کے تحت اتحادیوں نے 24 اگست 1923ء کو استنبول خالی کر دیا۔ جس پر انھوں نے تین سال پہلے مارچ 1920ء میں "میثاق ملی" اور مجلس مبعوثان (عثمانی مجلس نمائندگان) کی کارکردگی سے گھبرا کر قبضہ کیا تھا۔ اسی وقت مصطفیٰ کمال نے اعلان کیا تھا:

استنبول پر دشمنوں کے قبضے سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج کی طرف آخری بار پوری دنیا کی توجہ مبذول کرواتے ہیں۔ اس دور ابتلا میں خدا کی ذات کے بعد ہماری طاقت کا سرچشمہ خود ہمارا نصب العین ہے۔

معاہدے کے بارے میں مصطفیٰ کمال نے اعلان کیا: "عثمانیوں کی تاریخ میں اتنی بڑی سیاسی فتح کی مثال نہیں ملتی"۔

نئی مملکت: جنگ آزادی کے لیڈر، جنھوں نے نئی مملکت کے قیام میں حصہ لیا، نوجوانوں کی سیاسی اور عملی تحریک سے متاثر تھے۔ ان کے پاس قومی مسائل کا اس کے سوا اور کوئی حل نہ تھا۔ کہ سیاسی لحاظ سے ایک جدید ترک ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مجلس ملی اور میثاق ملی کے قیام کے بعد ایک قومی ریاست خود بخود وجود میں آ رہی تھی۔ اگست 1920ء میں مصطفیٰ کمال نے کہا:

ہمارا نظریہ عوامی حکومت ہے جس کا مطلب ہے کہ اختیارات، طاقت، حاکمیت اور ادائیگی فرض سب کے سب عوام کو ملنے چاہئیں اور عوام ہی کے ہاتھوں میں رہنے چاہئیں۔ یکم نومبر 1922ء کو مجلس ملی نے خلافت کے خاتمے کا اعلان کیا۔

1923ء میں قومی اسمبلی نے آئین تیار کیا جس میں کہا گیا کہ حاکمیت عوام کی ہے اور طرز حکومت جمہوری ہوگا 30 اکتوبر 1923ء کو:

- ☆۔ مملکت کا نام جمہوریہ ترکیہ رکھا گیا۔ مصطفیٰ کمال کو رئیس جمہوریہ منتخب کیا گیا۔
- ☆۔ 3 مارچ 1924 کو خلافت ختم کردی گئی۔ عثمانی سلطنت کے ٹکڑے ہو جانے کے بعد۔
- ☆۔ قانونی اور تعلیمی اصلاحات کی گئیں۔
- ☆۔ عورتوں کو حقوق دیئے گئے اور مغربی لباس کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

جہاں تک مذہب کا تعلق ہے "تشکیل اساسیہ" ق میں درج کیا گیا کہ "مملکت کا دین کے احکام کو بروئے کار لانے کی ذمہ داری مجلس ملی کی ہے"۔

ترکی کو جن تلخ حالات سے گزرنا پڑا، ان کے پیش نظر محسوس کیا گیا کہ قومی امور میں کوئی فائدہ نہیں اس لیے دین کو سیاست سے الگ رکھا جائے۔

سوال نمبر 3: لیبیا کے شاہ ادریس کے دور حکومت کے اہم واقعات کا تنقیدی جائزہ لیں نیز پاکستان کے ساتھ تعلقات کی نوعیت بیان کریں۔ جواب۔

محمد ادریس سنوسی (LibyaofIdris) جنہیں ادریس اول کا نام سے بھی جانا جاتا ہے لیبیا کا پہلا اور واحد بادشاہ تھا جس نے 1951 سے 1969 تک لیبیا پر حکومت کی محمد ادریس سنوسی علاج کے لیے جب ترکی میں تھے تو معمر القذافی کی قیادت میں فوجی افسران کی طرف سے ایک 1969ء بغاوت انہیں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ماسٹرز کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختلافی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com 0334 5504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، اساتذہ کی ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

معزول کردیا گیا۔

1943ء ▪ میں لیبیا پر اتحادی افواج (برطانیہ اور فرانس) نے قبضہ کرلیا جس کی تقسیم یوں تھی کہ اس کے دو صوبوں پر برطانیہ قابض ہو گیا اور ایک صوبہ فرانس کے ماتحت چلا گیا۔ بالآخر بابائے قوم عمر مختیار کے آزادی کے خواب کو تعبیر تب ملی جب 24 دسمبر 1951ء ▪ میں اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق لیبیا خود مختار ریاست بن گئی۔

لیبیا دنیا کا پہلا ملک ہے جس کو آزادی اقوام متحدہ کی حمایت اور قرارداد کی رو سے ملی۔ شاہ ادریس کو پہلا بادشاہ منتخب کیا گیا، اس وقت لیبیا کی معاشی و معاشرتی حالت دیگر ممالک کی نسبتاً اچھی نہ تھی۔ ان حالات میں ایک ایسی دریافت ہوئی جس نے عالمی دنیا کی نگاہوں میں لیبیا کی اہمیت و اثر و رسوخ میں مزید اضافہ کر دیا، یہ 1959ء ▪ میں تیل کی دریافت تھی۔ لیبیا کی سیاسی تاریخ میں اہم موڑ اس وقت آیا جب شاہ ادریس کی حکومت کی لاپرواہی سے عوام میں یاس و قنوطیت پیدا ہوئی اور سیاسی عدم استحکام کے باعث معمر قذافی نے بادشاہ کی حکومت کے خلاف اعلان بغاوت کیا جسے ''الفتح انقلاب'' کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یکم ستمبر 1969ء لیبیا کی تاریخ میں پہلا مارشل لاء معمر قذافی نے لگا کر شاہ ادریس کی حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی حکومت قائم کی۔ لیبیا نے قذافی کے دور حکومت میں نہ صرف معاشی، سماجی اور تعلیمی ترقی کی بلکہ استعماری طاقتوں کی سازشوں کو بھی ناکام بنایا۔ ایک تحقیق کے مطابق:

''معمر قذافی کے زمانے میں وہاں سو فیصد تعلیم تھی ہر فرد کو گھر دیا جاتا تھا۔ پیدائش کے بعد ہی بچے کے نام وظیفہ جاری کر دیا جاتا تھا۔ قذافی کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس نے امریکا اور یورپ کے سامنے سر تسلیم خم اور ان کے نظام کو اپنانے کی بجائے اپنا نظام مرتب کیا۔ معمر قذافی کے دور میں اتحاد عالم اسلام کیلیے کی جانے والی خدمت قابل تحسین ہے۔ عراق کی بقاء ▪ اور صدام حسین کی حمایت کرنے اور استعماری نظام کی تردید کی پاداش میں تیونس سے عرب بہار تحریک کو جنم دیا گیا۔ جس کا اولین مقصد عالم اسلام کے اتحاد کو توڑنا اور قذافی کو راستے سے ہٹانا تھا۔ سیاسی و سماجی انتشار پھیلا کر دشمن نے باغیوں کے ہاتھوں 17 اکتوبر 2011ء ▪ میں معمر قذافی کو شہید کروا دیا، یوں لیبیا کی خوشحالی اور مضبوط ریاست کو تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔

لیبیا اور پاکستان کے تعلقات:

ا۔ لیبیا اور پاکستان کے تعلقات شروع ہی سے بہت اچھے رہے ہیں۔ دونوں ملکوں میں بہت سے مشترک قدریں موجود ہیں۔

☆ دونوں اسلامی ممالک ہیں۔

☆ دونوں کی تاریخ، روایات اور تہذیب ایک ہیں۔

☆ دونوں احیاء اسلامی اتحاد کے نقیب ہیں۔

☆ دونوں کمزور قوموں قوموں اور اقلیتوں کے مددگار ہیں۔

☆ دونوں فلسطینیوں کے سیاسی حقوق کی بحالی کے زبردست حامی ہیں اور اسرائیل کے وجود کو نہ صرف عربوں کے لیے بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے زبردست خطرہ سمجھتے ہیں۔

☆ دونوں ملکوں کے عوام ایک دوسرے سے گہری محبت رکھتے ہیں۔ خاص کر لیبیا کے مسلمان پاکستان کو ''اسلام کا قلعہ'' سمجھتے ہیں۔

الغرض دونوں ممالک ایک دوسرے کے حالات میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور مشکلات میں ایک دوسرے کی بلاخوف و خطر مدد کرتے ہیں۔

پاکستان نے لیبیا کی تحریک آزادی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ جب لیبیا کا مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش ہوا تو اس وقت پاکستان نے لیبیا کے موقف کی بھرپور حمایت کی۔ دوسری طرف لیبیا نے بھی جموں و کشمیر کے مسئلے پر ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا۔ شاہ ادریس پاکستان کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اس کی سلامتی، بقا اور ترقی میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ ستمبر 1965ء تک پاک بھارت جنگ میں لیبیا نے پاکستان کی ہر ممکن مدد کی۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے عربوں کے موقف کی پرزور حمایت کی۔ لیبیا میں اس بات کو بہتر سراہا گیا۔ شاہ ادریس نے 1968ء میں صدر ایوب خان کو لیبیا آنے کی دعوت دی جو قبول کر لی گئی لیکن وہ ملک کے سیاسی حالات خراب ہونے کی وجہ سے لیبیا نہ جا سکے۔ دونوں برادر ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات روز بروز بڑھتے گئے اور کرنل قذافی کے دور میں نقطہ عروج پر پہنچ گئے۔ دسمبر 1971ء کی پاکستان بھارت جنگ میں کرنل قذافی نے پاکستان کی علی الاعلان اخلاقی اور مالی مدد کی۔ نیز مشرقی پاکستان میں بھارت کی جارحیت کی۔

1972ء میں پاکستان کے صدر نے لیبیا کا سرکاری دورہ کیا۔ انہیں کرنل قذافی نے ہر قسم کی مدد کا یقین دلایا۔ 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے عربوں کی بھرپور حمایت کی۔ کرنل قذافی جب فروری 1974ء میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر پاکستان آئے تو ان کا انتہائی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ کانفرنس کے بعد انہوں نے لاہور سٹیڈیم میں تاریخی تقریر کی جس میں انہوں نے فرمایا:

پاکستان کا دشمن لیبیا کا دشمن ہے، لیبیا کی فوج پاکستان کی فوج ہے لیبیا کے وسائل پاکستان کے وسائل ہیں''۔

اس موقع پر لاہور سٹیڈیم کا نام قذافی سٹیڈیم رکھا گیا۔ بعد ازاں انہوں نے کئی بڑے شہروں کا دورہ بھی کیا۔ کرنل قذافی وقتاً فوقتاً پاکستان کی مالی مدد بھی کرتے رہتے ہیں۔ 1975ء میں جب پاکستان کے شمالی علاقوں میں خوفناک زلزلہ آیا تو لیبیا نے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر کی مدد دی۔ دوسری طرف:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

"پاکستان اپنی انفرادی قوت اور فنی ماہرین کے ذریعہ لیبیا کی تعمیر کی تعمیر و ترقی میں ہاتھ بٹاتا رہا ہے۔لیبیا کے تمام شعبوں میں پاکستانی کام کر رہے ہیں۔ان میں نرسیں، ڈاکٹر، انجینئر اور اساتذہ قابل ذکر ہیں۔"

گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصے میں دونوں ممالک کے درمیان تجارت اور صنعت کو فروغ دینے کے لئے بھی اقدام کئے گئے ہیں۔اس سلسلے میں تجارتی وفود لیبیا سے پاکستان اور پاکستان سے لیبیا آتے جاتے رہے ہین اور کئی دفعہ وزارتی سطح پر تجارتی اور صنعتی روابط بڑھانے کے لیے تبادلہ خیال ہوتا رہا ہے۔اس سلسلے میں 1974ء میں دونوں ملکوں نے ایک مشترکہ وزارتیں کمیشن بھی قائم کیا۔دونوں ملکوں کے دوران 2002ء میں مشترکہ جہاز رانی کی کارپوریشن، بینکنگ کارپوریشن، باہمی سرمایہ کاری، اسلامی مراکز کے قیام سمیت ایک مشترکہ اشاعی ادارے کے قیام کے لیے بھی ایک معاہدے پر بھی دستخط ہوئے جس کے لیے پیش رفت جاری ہے۔کئی شعبوں میں اشتراک عمل بڑھ رہا ہے۔کراچی میں ایک مشترکہ بنک قائم کیا گیا ہے۔اس طرح پیداوار اور پاکستان کے درمیان دوستانہ تعلقات مستحکم ہورہے ہیں۔حالیہ زلزلے میں بھی انہوں ے بھرپور انداز میں مدد کی ہے۔

سوال نمبر4 مراکش کے شاہ حسن کے دور کے اہم سیاسی واقعات کا تنقیدی جائزہ لیں۔اس کی خارجہ پالیسی کی وضاحت کریں۔

جواب۔

جواب:۔ مراکش الغرب کا اہم اسلامی ملک ہے۔اسلامی تاریخ میں مغرب اقصیٰ کے نام سے بھی مشہور ہے اس کے شمال میں بحیرہ روم اور مغرب میں بحیرہ اوقیانوس ہیں رباط ملک کا دارالحکومت ہے۔سرکاری زبان عربی ہے۔بربری دوسری اہم زبان ہے۔سرکاری مذہب اسلام سے پچانوے فیصدی سے زیادہ آبادی مسلمان ہے۔انیسویں صدی میں المغرب کے دوسرے ممالک کی طرح یہاں پر بھی غیر ملکی تسلط کے سائے بڑھنے لگے۔1830ء میں فرانس نے الجزائر پر قبضہ کرلیا اسی وقت سے فرانسیسی اور دوسری اقوام مراکش کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھیں لیکن مقامی مسلمانوں کی مزاحمت کی وجہ سے مراکش ایک عرصہ تک غیر ملکی تسلط سے محفوظ رہا۔مگر 1904ء میں فرانس اور ہسپانیہ مراکش میں اپنے حلقہ ہائے اثر قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔1912ء میں دونوں ملکوں نے اپنے اپنے حلقہ ہائے اثر میں نگران حکومتیں قائم کیں۔فرانس کا تسلط ملک کے بیشتر حصے میں تھا۔جبکہ ہسپانیہ کا قبضہ شمال میں بعض ساحلی اور مغرب میں بعض صحرائی علاقوں پر تھا۔شمال میں تنجیرہ کا علاقہ قومی نقطہ نگاہ سے اہم تھا۔چنانچہ 1923ء میں روس امریکہ۔برطانیہ اور فرانس کی ملی بھگت سے یہ حصہ بین الاقوامی قرار دیا گیا۔

<u>**حصول آزادی اور شاہ حسن ثانی:۔**</u> حقیقت یہ ہے کہ قومی تحریک کو منظم خطوط پر چلانے میں مراکش کے شاہ حسن نے اہم کردار ادا کیا۔سلطان کا تعلق مراکش کے حکمران خانوادے شریفین سے تھا جس کا سلسلہ نسب حضرت فاطمہ سے جاملتا ہے۔شاہ حسن ثانی 1929ء میں تخت نشین ہوئے تھے۔وہ سچے مسلمان اور حمیت کا نتیجہ تھے۔حب الوطنی ان میں بدرجہ اتم موجود تھی۔غیر ملکی تسلط کے سخت خلاف تھے۔فرانسیسی حکام کے ساتھ اکثر تصادم ہوتا تھا1942ء میں فرانسیسی ریزیڈنٹ جنرل کی خواہشات کے خلاف اتحادی فوجیوں کی حمات کی۔اور امریکی صدر کو مراکش کے حالات سے باخبر کیا اور قومی جذبات کی ترجمانی کی۔1947ء میں موسم بہار میں تنجیرہ کا اور ہسپانیہ کے زیر تسلط ساحلی علاقوں کا تاریخی دورہ کیا۔اپنی تقدیروں میں لوگوں کے سیاسی اور ملی شعور کو ابھارا۔

آپ نے تنجیرہ کی جامع مسجد میں ایک تاریخی تقریر کی جس میں اسلامی اتحاد اور اخوت کے حوالے سے باتیں کیں۔مراکش کے مسلمانوں کا دنیائے اسلام کے ساتھ تاریخی، ثقافتی اور مذہبی تعلق کو واضح کیا گیا۔اس تقریر کا ساری دنیا میں خوب چرچا ہوا۔ ملک کے اندر شاہ حسن کا وقار بہت بلند ہوا اور وہ قوم کی امنگوں کے بہت بڑے ترجمان بن گئے۔ 1950ء کے موسم خزاں میں وہ پیرس گئے۔فرانس کی حکومت کو مراکش کے قومی جذبات اور مسائل سے آگاہ کیا اور مکمل آزادی کا مطالبہ کیا فرانس کی حکومت نے شاہ حسن کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی چنانچہ دورہ ناکام رہا۔ مراکش میں سلطان اور فرانسیسی حکام کے درمیان اختلافات شدت اختیار کر گئے۔ ریزیڈنٹ نے سلطان پر زور دیا کہ وہ اپنی کابینہ توڑ دے۔استقلال پارٹی کی مذمت کرے لیکن شاہ حسن نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ریذیڈنٹ نے سازشوں کا جال بچھایا اور سلطان کے مخالف گروپ کو بغاوت پر اکسایا سلطان نے خانہ جنگی سے بچنے کیلئے ریذیڈنٹ کی بعض باتیں مان لیں۔لیکن اگست 1953ء میں اسی قسم کے حالات پر دہرائے گئے اور شاہ حسن سے کہا گیا کہ وہ تخت سے دست بردار ہوجائے یا جلاوطنی اختیار کرے۔انہوں نے مطالبہ مسترد کردیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان کو زبردستی جلاوطن کر دیا گیا۔پہلے کارسیکا میں رکھا گیا اور بعد میں مڈغاسکر بھیج دیا گیا۔

2۔ شاہ حسن کی جلاوطنی کے بعد مراکش کے حالات اور بھی خراب ہوگئے۔مظاہرے شدت اختیار کر گئے۔ عوام پولیس اور فوج کے ظلم وستم کا نشانہ بنے۔نوآبادکاروں نے عرصہ سے قانون کو ہاتھ میں لے رکھا تھا مراکشی عوام نے ان کو سبق سکھانا چاہا۔باہمی تصادم ہوئے اور بہت سے نوآبادکار مارے گئے۔اب فرانسیسی حکومت کو یہ احساس ہوگیا کہ حالات ان کے قابو سے باہر ہیں۔

سوال نمبر5 سوڈان کے پہلے پارلیمانی دور کے اہم واقعات کا تنقیدی جائزہ لیں نیز پاکستان کے ساتھ تعلقات واضح کریں۔(20)

جواب:

پہلا پارلیمانی دور(58-1956ء): سوڈان کی پارلیمنٹ نے 31 دسمبر کو عارضی آئین منظور کرلیا۔اس کے ماتحت اسمٰعیل الازہری کو آزاد سوڈان کا پہلا وزیر اعظم بنایا گیا۔اس وقت ملک کو ایک طرف اقتصادی ترقی کی شدید ضرورت تھی تو دوسری طرف اس کے آئینی مسائل حل طلب تھے۔ترقی کے میدان میں نئی حکومت کے دو منصوبے بڑی اہمیت کے حامل تھے۔اولاً جزیرہ سکیم کی توسیع کی گئی جس کے تحت آبپاشی کے نظام کو وسیع کر کے نئ زمین زیرِ کاشت لائی جائے، ثانیاً

Downloaded free assignments from solvedassignmentsaou.com 0334-5504551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

دارفور تک ریلوے کی توسیع کی گئی جس سے ذرائع آمدورفت میں قابل قدر اضافہ ہوا۔ آئین مسائل کے حل میں البتہ کوئی پیش رفت نہ ہوسکی اور مستقل آئین نہ بن سکا۔ اس ضمن میں سیاسی جماعتوں میں متعدد اختلافات پائے جاتے رہے، یونینسٹ ایک با اختیار صدر کے ماتحت صدارتی نظام چاہتے تھے۔ اس کے برعکس امہ پارٹی ایک ایسے سربراہ مملکت کے حامی تھے جسے پارلیمنٹ منتخب کرے اور اس کے اختیارات رسمی ہوں۔ غیر مہدوی عناصر اس بات پر اصرار کرتے تھے کہ ملک کا سربراہ بہرحال غیر مہدوی ہو کیونکہ وہ مہدوی اقتدار بلکہ بادشاہت سے خائف تھے۔ جنوبی سوڈان کی طرف سے وفاق کے قیام کا مطالبہ زور پکڑتا جارہا تھا جس میں جنوبی حصے کو زیادہ اختیارات حاصل ہوں۔ حصول آزادی کے بعد ہی سیاسی جماعتوں کے درمیان اختلافات نے شدت اختیار کرلی چنانچہ ایک مخلوط حکومت قائم کی گئی جس میں یونینیسٹ جماعتوں کے علاوہ امہ اور کانگرس کے وزراء بھی شامل کئے گئے، چند ماہ بعد سیاسی جوڑ توڑ کے نتیجے میں اسمٰعیل الازھری کو وزارتِ عظمٰی سے الگ کردیا گیا اور امہ پارٹی کا عبداللہ خلیل بنا۔ 1958ء کے آغاز میں نئے انتخابات ہوئے جس میں امہ نے 68ء، پی ڈی پی نے 26, این یو پی نے 44 اور جنوبی وفاقی پارٹی نے 40 نشستیں حاصل کیں۔

اگرچہ انتخابات کے نتیجے میں امہ اور پی ڈی پی کی مخلوط حکومت برسرِ اقتدار ہی تاہم اس کی پوزیشن بہت کمزور ہوگی تھی۔ ادھر اندرونی اختلافات اور زیادہ بڑھ گئے یہاں تک کہ پی ڈی پی نے اپنے طور پر مصر سے مذاکرات شروع کردیے۔ مزید برآں روئی کی فصل خراب ہوئی جس سے ملک اقتصادی بحران سے دوچار ہوگیا۔ این یو پیشہری قصباتی رائے عامہ کی نمائندگی کرتی تھی اس لے اس کا کردار زیادہ موثر تھا۔ چنانچہ امہ اور این یو پی کی مخلوط حکومت بنانے کی بات چیت شروع ہو گئی۔ 16 نومبر 1958ء کوان دو جماعتوں کے درمیان باہمی معاہدے پر دستخط ہوگئے مگر اگلے ہی روز فوج نے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ تمام وزراء گھروں میں نظر بند کردیے گے۔ اس فوجی انقلاب کے بارے میں ردِعمل ملا جلا تھا۔ امہ پارٹی اس مماملے میں دو حصوں میں بٹ گئی۔ عبداللہ خلیل کا خیال تھا کہ مصر کی طرف سے سوڈان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا جارہا تھا اس لیے فوج کے اس اقدام سے وہ ناخوش نہیں تھا۔ دوسری طرف سید الصدیق جو 1959ءمیں اپنے والد سید عبدالرحمٰن کی وفات پر انصار کے امام بنے، ہمیشہ فوجی حکومت کے مخالف رہے۔ پی ڈی پی اور ختمیہ فرقہ شروع میں فوجی حکومت سے تعاون کرتے رہے۔

دوسرا پارلیمانی دور (1965-69ء): محمد احمد المحجوب کی حکومت دائیں بازو کی طرف میلان رکھتی تھی۔ کیمونسٹوں کی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کردی گئیں۔ بالآخر یہ جامعت خلاف قانون قرار دے دی گئی۔ بعد میں عدالت نے اس اقدام کو کالعدم قرار دیا۔ جنوب میں حالات تیزی سے بگڑنے لگے اور ''انیانیا'' سرگرمیاں بڑھ گئیں۔ اس پر حکومت کو قیام امن کیلئے سخت فوجی کاروائی کرنا پڑی۔ خود خرطوم میں سانو اور فرنٹ لیڈر حکومت پر دباؤ ڈالنے لگے۔

اسی دوران انصار کی امامت سید الصدیق کے بعد اس کے بھائی الہادی کے پاس آگئی۔ تاہم الصدیق کا نوجوان بیٹا الصادق ایک نئے لیڈر کی حیثیت سے سیاست کے افق پر ابھرا۔ اس نے امہ کی تنظیم نو کی اور جنوبی مسئلہ کے تسلی بخش حل پر زور دیا۔ اس نے سانو کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا بالآخر جولائی 1966ء میں الصادق کو ملک کا وزیر اعظم چن لیا گیا اور المحجوب امہ پارٹی کے قدامت پسند حصے کے ساتھ اختلاف میں چلا گیا۔ الصادق حکومت نے جنوب کا دورہ کیا اور اس حصے میں حالات کو پرسکون بنانے اور پانی کے مسئلے پر بھرپور توجہ دی لیکن آئینی مسائل میں اختلاف اسی طرح موجود تھے۔ اپریل 1967ء میں اسمٰعیل الازہری نے اسلامی دستور کی حمایت کا علان کیا۔ امہ اور اسلامی چارٹر فرنٹ پہلے ہی اس کیلئے کوشاں تھے لیکن جنوب کی جماعتیں اس کی مخالفت کررہی تھیں۔ آئینی کمیٹی نے ملک کیلئے با اختیار صدارتی نظام کی سفارش کی۔ ادھر الازھری اور الصادق کے تعلقات بگڑھ چکے تھے اور مئی 1967ء میں پارلیمانی جوڑ توڑ کے نتیجے میں الصادق کو اقتدار سے الگ کردیا گیا اور المحجوب ایک بار وزیر اعظم بن گیا۔ دسمبر 1967ء میں این یو پی اور پی ڈی پی پر دو جماعتوں کا باہم ادغام عمل میں آیا اور نئی جماعت ڈیموکریٹک یونیسٹ پارٹی (ڈی پی یو) کا نام دیا گیا جس کا چیئرمین اسمٰعیل الازہری تھا۔ فروری 1968ء میں پارلیمنٹ توڑ دی گئی اور مئی میں عام انتخابات ہوئے۔ اس میں امہ پارٹی کے دونوں فریقوں کے نمائندے کھڑے کیے اور ایک دوسرے کی شدید مخالفت کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتخابات میں ڈی یو پی نے 101، امہ الصادق نے 36 اور امہ الامام نے 30 نشستیں حاصل کیں۔ البتہ مجموعی حیثیت سے امہ پارٹی کو ملک ووٹوں کی اکثریت حاصل ہوئی۔

ڈی یو پی اور امہ الامام کی مخلوط حکومت قائم ہوئی۔ آئین کے اہم نکات صدارتی نظام اور اسلامی دستور اب بھی فیصلہ طلب تھے اور ملکی رائے عامہ باہم منقسم تھی۔ بالآخر امہ پارٹی کا اتحاد دوبارہ قائم ہوگیا اور الصادق نے امام الھادی کے مقابلے میں ثانوی حیثیت قبول کرلی۔ مگر مئی 1969ء میں اچانک فوجی کرنل جعفر النمیر ی کی قیادت میں دوبارہ اقتدار سنبھال لیا۔ دوسری فوجی حکومت: یہ فوجی انقلاب بالکل غیر متوقع تھا۔ گو ابتداء میں اس کے خلاف بظاہر کوئی ردعمل نہ ہوا تاہم نئی کابینہ کے ارکان کے نام سن کر قوم کے دل میں خدشات پیدا ہونے لگے کہ کیمونسٹوں کو اقتدار پر مسلط کیا جارہا ہے۔ انقلاب کے ساتھ ہی تمام سیاسی جماعتیں کالعدم قرار دے دی گئیں۔ مگر کمیونسٹ پارٹی کا وجود باقی رہا۔ بابر اوادالله کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا جس نے عرب اتحاد اور آزادی کی تحریکوں کی حمایت کے پروگرام کا اعلان کیا۔ اکتوبر میں النمیر ی خود ہی وزیر اعظم بن گئے اور بابکر نے وزارت خارجہ کا قلمدان سنبھالا۔ جنوب کے مسئلے پر فوری توجہ دی گئی اور جون 1969ء میں حکومت نے جنوبی علاقے کیلئے متحدہ سوڈان کے اندر رہتے ہوئے علاقائی خود مختاری کا اعلان کیا۔ جبونی امور سے متعلق وزارت قائم کی گئی اور ایک کمیونسٹ جوزف گیرینگ کو اس کا وزیر بنایا گیا۔ اس کے باوجود بغاوت میں کمی نہ آئی ''انیانیا'' کی شورش جاری رہی۔ فرقہ وارانہ اختلافات ملک کا سنگین مسئلہ بنے ہوئے تھے۔ اسے بہانہ بنا کر النمیر ی نے دائیں بازو کے عناصر دبانے کا ارادہ کیا۔ اخوان المسلمون نے شروع سے انقلاب کی مخالفت کی تھی چنانچہ انہیں قید و بند میں ڈال دیا گیا۔ سید الصادق حکومت کے لیے خطرہ بن سکتا تھا چنانچہ اسے بھی گرفتار کرلیا گیا اور بعد میں مصر کی طرف ملک بدر کردیا گیا۔ امام الہای نے جزیرہ میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی انفرادی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

پناہ لی تھی۔ مارچ 1970ء میں النمیری نے جزیرہ میں فوج داخل کردی اور امام الہادی کو شہید کردیا۔ یوں وقتی طور پر اخوان المسلمون اور انصار کا زور ٹوٹ گیا۔ ختمیہ فرقے نے فوجی حکومت کی حمایت کی تھی اور وہ عتاب سے بچ گیا۔

جوابی انقلاب (1971ء): فوجی افسروں کے ذہن میں کوئی متعلقہ نصب العین نہیں تھا اور ان کے اندر اختلافات موجود تھے۔ دوسری طرف یونیورسٹی کے طلباء میں اضطراب بڑھ رہا تھا۔ وہاں اخوان المسلمون چھا چکے تھے اس لیے حکومت کی حکمت عملی کی کھلم کھلا مخالفت ہونے لگی وائس چانسلر اور متعدد اساتذہ برطرف کردیے گئے اور بہار 1971ء میں میجر ہاشم العطار نے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ اس جوابی انقلاب کے پیچھے کمیونسٹوں کا ہاتھ تھا۔ تاہم تین روز بعد حالات نے پلٹا کھایا اور جونیئر افسروں نے کاروائی کر کے اقتدار دوبارہ المیری کے ہاتھ میں دے دیا۔

دوسری فوجی حکومت:

ابتدائی حکمتِ عملی:

ا۔ یہ فوجی انقلاب بالکل غیر متوقع تھا۔ گو ابتداء میں اس کے خلاف بظاہر کوئی ردِ عمل نہ ہوا تاہم نئی کابینہ کے ارکان کے نام سُن کر قوم کے دل میں خدشات پید ہونے لگے اس لیے کہ کمیونسٹوں کو اقتدار پر مسلط کیا جانے لگا تھا۔ انقلاب کے ساتھ ہی تمام سیاسی جماعتیں کالعدم قرار دے دی گئیں مگر کمیونسٹ پارٹی کا وجود باقی رہا۔ بابر اوادالله کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا جس نے عرب اتحاد اور آزادی کی تحریکوں کی حمایت کے پروگرام کا اعلان کیا۔ اکتوبر میں النمیری خود ہی وزیر اعظم بن گئے اور بابکر نے وزارتِ خارجہ کا قلمدان سنبھالا۔

۲۔ جنوب کے مسئلے پر فوری توجہ دی گئی۔ جون 1969ء میں حکومت نے جنوبی علاقے کے لیے متحدہ سوڈان کے اندر رہتے ہوئے علاقائی خود مختاری کے پروگرام کا اعلان کیا۔ جنوبی امور سے متعلق الگ وزارت قائم کی گئی اور ایک میونسٹ جوزف گیرنگ کو اس کا وزیر بنایا گیا۔ اس کے باوجود بغاوت میں کمی نہ آئی۔ اور ''انیانیا'' کی شورش جاری رہی۔

۳۔ فرقہ وارانہ اختلافات ملک کا سنگین مسئلہ بنے ہوئے تھے۔ اسے بہانہ بنا کر النمیری نے دائیں بازو کے عناصر کو دبانے کا ارادہ کیا۔ اخوان المسلمون نے شروع سے انقلاب کی مخالفت کی تھی چنانچہ انہیں قید و بند میں ڈال دیا گیا۔ سید الصادق حکومت کے لیے خطرہ بن سکتا تھا۔ چنانچہ اسے بھی گرفتار کرلیا گیا۔ اور بعد میں مصر کی طرف ملک بدر کردیا گیا۔ امام الہادی نے ایک جزیرہ میں پناہ لی تھی۔ مارچ 1970ء میں النمیری نے جزیرہ میں فوج داخل کردی اور امام الہادی کو شہید کردیا۔ یوں وقتی طور پر اخوان المسلمون اور انصار کا زور ٹوٹ گیا۔ ختمیہ فرقے نے فوجی حکومت کی حمایت کی تھی اور وہ عتاب سے بچ گیا۔

احمد اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔